ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.6 No.2 2022

# پریم چند اور سینما: فکر، فکشن اور اثرات

# PREM CHAND AND CINEMA: THOUGHT, FICTION AND EFFECTS

☆محمد راشد اقبال

پی ایچ۔ڈی اسکالر (اُردو)، ادارہ زبان وادبیات اردو، جامعہ پنجاب، لاہور

☆☆پروفیسر ڈاکٹر ضیاالحسن

ادارہ زبان وادبیات اردو، اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

***ABSTRACT:***

*Prem Chand is one of the early story writers of Urdu Literature. His fiction dynamically reflects the effect of Progressive Movement and under the same influence he also wrote story for film titles as; 'Mil Mazdoor' Initially the film was banned by the censor board but later was released under the title of Ghreeb Mazdoor. Later on, several film makers in the subcontinent experimented on the same topic. In this way, Prem Chand's film proved to be the trend setter in the field of film making. The current research aims at exploring Prem Chand's influence on the film makers of the Subcontinent.*

*Keywords: Prem Chand, Short Story, Novel, Cinema, Film, Trends, Effects*

کلیدی الفاظ: پریم چند، افسانہ، ناول، سینما، فلم، فکر، اثرات

پریم چند(۱۹۳۶:۱۸۸۰ء)اُردو کے ابتدائی افسانہ نگاروں میں شمار ہوتے ہیں۔انھوں نے تین سو کے قریب افسانے لکھے۔ناول نگاری کی طرف بھی اپنی توجہ مرکوز رکھی، غبن، گئودان اور بازار حسن جیسے ناول لکھے جو زیادہ کامیاب نہ سہی لیکن اپنے موضوعات کے حوالے سے اہمیت کے حامل ہیں۔اس کے علاوہ ڈرامے اور مضامین بھی برابر لکھتے رہے۔پریم چند کے فکشن، ڈراما اور تنقیدی مضامین پر ترقی پسند نظریات کی بڑی گہری چھاپ ہے۔پریم چند کا فلمی دنیا سے بھی تعلق رہا۔فلم اور سینما کے بارے میں انھوں نے اپنے خیالات کا اظہار اپنے فلمی دنیا کے بارے میں لکھے گئے کئی مضامین اور خطوط میں بھی کیا ہے۔ان کے فلم اور سینما کے بارے میں لکھے گئے مضامین میں سواک فلموں کے دن گنے ہوئے ہیں، فلم سنسار میں ایک نئی یوجنا، سینما اور یووک، سینما اسٹاروں کے ارده نگن چتر، لکھنو کی ویشاؤں میں نئی جاگرتی، سینما اور جیون، ساہتیہ اور فلم، شیل بالا وغیرہ شامل ہیں۔

پریم چند کا فلمی دنیا میں پہلا قدم بطور کہانی کار کے پڑا۔انھوں نے اپنی پہلی فلمی کہانی" مزدور" لکھی جس میں پریم چند نے اپنے ترقی پسند نظریے کی بھرپور عکاسی کی۔پریم چند وہ واحد مصنف ہیں جس نے ہندوستان میں ترقی پسند تحریک کی صدارت کی اور اپنا کلیدی خطبہ پیش کیا۔پریم چند بطور افسانہ نگار اور ناول نگار شہرت حاصل کر چکے تھے لیکن انھوں نے اپنے خیالات اور نظریات کا پرچار کرنے کے لئے سکرین کا سہارا لینے کا فیصلہ کیا کیونکہ فلم اُن کے نظریات وخیالات کو کروڑوں انسانوں تک پہنچانے کا اُس دور میں سب سے بڑا ذریعہ سینما سکرین تھا۔پریم چند کے سوانح نگار اور ناقدین نے ان کی فلمی خدمات کے بارے میں بہت مختصر لکھا ہے۔ان میں شورانی دیوی نے پریم چند کی سوانح عمری 'پریم چند گھر میں' (ترجمہ حسن منظر) کے بیٹے امرت رائے کی لکھی ہوئی سوانح عمری 'قلم کا سپاہی' (ترجمہ حکم چند نیر) مدن گوپال کی 'قلم کا مزدور' ہنس راج رہبر کی 'پریم چند' اور مانک ٹالا کی 'پریم چند کی حیاتِ نو' شامل ہیں۔ان سوانح میں صرف چند موضوعات بمبئی روانگی، مسٹر بھوٹانی کی پیشکش، مل مزدور کی کہانی، فلم کی ریلیز کے دوران مسائل وغیرہ مختصر انداز میں شامل بحث ہیں۔مدن گوپال کے مرتبہ پریم چند کے خطوط میں جو پریم چند نے شورانی دیوی حسام الدین غوری، اندر ناتھ مدان، وغیرہ کے نام لکھے، اُن میں بھی بمبئی کی زندگی سے بیزاری کا اظہار پریم چند نے متعدد بار کیا ہے۔ناقدین نے انھی کو اپنے تنقیدی مضامین میں بطور حوالہ درج کیا ہے۔ڈاکٹر مرزا حامد بیگ نے پریم چند کی فلمی دنیا میں ابتدائی کاوشوں کو یوں بیان کیا ہے:

> 1۱۹۳ء میں پریم چند کا ہندی ناول سیوا سدن (مطبوعہ دسمبر ۱۹۱۸ء) اجنتا سائن ٹون، بمبئی کے ہدایت کار ڈی موہن بھاونانی کو پسند آیا تو اس نے بنارس رابطہ کیا۔پریم چند نے اپنا پرچہ " ہنس" بنارس ہندی ساہتیہ پریشد کی نگرانی میں دے کر بمبئی کی راہ لی اور اجنتا سائن ٹون میں بطور منظر نامہ نگار آٹھ ہزار روپے سالانہ ملازمت اختیار کر لی۔اسی سال سیوا سدن کی کہانی پر مبنی فلم رنگیلا راجپوت بنی اور کامیاب رہی۔اب پریم چند نے اجنتا سائن ٹون کے لئے The Mill لکھی جس میں مل مزدور کے مسائل کو پہلی بار انڈین سکرین کا موضوع بنایا گیا۔سنسر بورڈ کے نامناسب رویے کے باوجود ناقدین نے اس فلم کی دل کھول کر داد دی ہے۔۱۹۳۶ء میں جب موہن بھاونانی نے اپنا ذاتی ادارہ بھاؤنانی پروڈکشنز کوتک لاج، دادر، بمبئی میں قائم کیا تو پریم چند بھی اجنتا سائن ٹون سے الگ ہو کر ادھر منتقل ہو گئے اور بھاؤنانی کے لیے فلم Awakning لکھی، جس میں بے روزگاری کے شکار تعلیم یافتہ افراد کے مسائل کو پیش کیا۔اس ادارے نے اپنی ساکھ بنانے میں کچھ وقت لیا اور پریم چند فلمی دنیا سے مایوس ہو کر ۱۹۳۶ء میں بنارس آ گئے۔[1]

یہ دونوں فلمیں ناکام ہوئیں اور خاص طور پر مل مزدور کو ریلیز ہونے سے روک دیا۔لیکن مسٹر بھاؤنانی کافی بھاگ دوڑ اور اس میں ردوبدل کرنے کے بعد اس کو ریلیز کرنے میں کامیاب ہوگئے۔مسٹر ضیاالدین احمد برنی نے ان دونوں فلموں کی ناکامی کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

> افسوس حکومت بمبئی نے "مل" کو قابل اعتراض ٹھہرا کر اس کی نمائش بند کر دی۔پنجاب میں البتہ یہ فلم کچھ دنوں تک دکھائی گئی تھی۔لیکن جب حکومت بمبئی نے اسے بند کر دیا تو پنجاب گورنمنٹ نے بھی اس کی پیروی میں اس کی اشاعت حکما بند کر دی۔بار بار کی ترمیموں سے اصل افسانہ کا حلیہ بہت کچھ تبدیل ہو گیا تھا لیکن مسٹر بھوٹانی (مالک کمپنی) ڈیڑھ سال کی کوششوں کے بعد اسے بالآخر "غریب مزدور" کے نام سے دکھانے میں کامیاب ہو گئے۔اس فلم کی تیاری میں خود منشی صاحب نے بھی حصہ لیا تھا۔اس میں انھوں نے یونین کے پریسیڈنٹ کا پارٹ ادا کیا ہے جو مزدوروں اور سرمایہ داروں کے مابین صلح کرانے کے لیے قائم کیا گیا تھا۔اس فلم کی کہانی کا ڈھانچہ کمپنی نے تیار کیا تھا۔اور اس پر گوشت پوشت منشی صاحب نے منڈھ دیا تھا۔دونوں فلموں کی زبان ان کے اور افسانوں کی طرح نہایت اچھی اور دل پر اثر کرنے والی تھی۔[2]

مانک ٹالا کو اس فلم کے نام کے حوالے سے اعتراض ہے۔انھوں نے اس بارے لکھا ہے کہ:

> پریم چند نے مسٹر بھوٹانی کے لیے جس فلم کی کہانی اور مکالمے لکھے سبھی لوگ اس فلم کو" مل" یا مل مزدور" کے نام سے جانتے ہیں۔لیکن بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ جب فلم ریلیز ہوئی تو اس کا نام تھا" غریب مزدور" عرف" دیا کی دیوی۔[3]

اس فلم میں سب سے بہترین اداکاری کرنے والوں میں نیام پلی کا نام سر فہرست تھا۔ان کی لاجواب اداکاری نے اس فلم کو کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔خالد عابدی نیام پلی کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

> پورے فلم میں نیام پلی کا کام سراہا گیا تھا۔نیام پلی نے مل مالک کی دوہری شخصیت کو بہت ہی تلخ انداز سے پیش کیا تھا۔اس زمانے میں لوکیشن شوٹنگ، کا رواج نہیں تھا چنانچہ فلم ساز بھوٹانی نے اپنے ایک مل مالک دوست کی کپڑا مل میں شوٹنگ مکمل کی تھی۔[4]

پریم چند کی لکھی ہوئی کہانی پر بننے والی فلم" مل مزدور" ۱۹۳۴ء میں ریلیز ہوئی جو دو گھنٹے ۳۵ منٹ کے دورانیہ پر مبنی تھی۔اس فلم کے ڈائریکٹر موہن دیارام بھاؤنانی تھا۔اس فلم میں پریم چند نے مزدوروں کے لیڈر کا ایک چھوٹا سا کردار بھی ادا کیا تھا۔اس کے علاوہ فلم میں اداکاری کرنے والے دوسرے کرداروں میں بونے پدما، ایس بی نیام پلی نے ونود، بیدی جے راج نے کیلاش کا کردار ادا کیا۔اس کے علاوہ تارا بائی، خلیل اور امینہ، ایس ایل پوری نے بھی اداکاری کی۔اس فلم پر سنسر بورڈ نے پابندی لگوا دی جس کے بعد سینما ہاؤس سے اس کو ہٹا دیا گیا۔اس کے بعد سیٹھ کی لڑکی کے نام سے ریلیز کی کوشش کی، پھر اس کے بعد اس کے کچھ حصوں کو نکال کر اور کچھ تبدیلی کرکے" دیا کی دیوی" کے نام سے ریلیز کیا لیکن فلم کامیاب نہ ہوئی اور آج یہ فلم دستیاب نہیں ہے۔معین الدین جینا بڑے نے پریم چند اور موہن بھاؤنانی کی ذہنی ہم آہنگی کو اس طرح بیان کیا ہے:

> فلم کی تھیم ڈاریکٹر موہن بھونانی کی تھی۔اس کے گرد کہانی پریم چند نے بنی۔منظر نامہ بھونانی نے تیار کیا اور مکالمے پریم چند نے لکھے۔فلم کی تھیم مزدور مل اور مالک کا تصادم، پریم چند کے مزاج کا موضوع تھا۔ان دنوں ایسے موضوعات پر فلم بنانے کا فیصلہ، ڈائریکٹر کے ذہنی شعور کی پختگی اور سماجی ذمے داری کے اس احساس پر دلالت کرتا ہے۔مزید براں یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ یہ شخص اس کام کے لئے بر عظیم کے موزوں ترین صاحب قلم کی خدمت حاصل کرتا ہے۔یہ محسوس ہوتا ہے کہ بھونانی اور پریم چند کا یکجا ہونا دو ہم خیال شخصیتوں کے مابین تعلقات کی استواری کے مترادف تھا۔دونوں فن برائے زندگی کے نظریے کے نہ صرف قائل اور مبلغ تھے بلکہ اس پر عمل کرنے کا حوصلہ بھی رکھتے تھے۔[5]

اس فلم کے تھیم یا مرکزی خیال کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ فلم ڈائریکٹر موہن دیارام بھاؤنانی کا تھا جن کی دعوت پر پریم چند بمبئی آئے تھے۔اگر یہ آئیڈیا موہن دیا بھاؤنانی کا تھا۔لیکن اس فلم کے مکالمے پریم چند نے لکھے تھے۔بلکہ کہانی کی عملی شکل پریم چند نے ہی دی تھی۔اس فلم میں مزدور اور سرمایہ دار کے درمیان ہونے والی طبقاتی کشمکش کو بیان کیا گیا ہے۔اس موضوع پر یہ پریم چند کی پہلی تحریر نہ تھی بلکہ اس سے پہلے بھی افسانے، ناول اور ڈرامے لکھ چکے تھے۔

پریم چند کا ہندی افسانہ" ڈامل کا قیدی" نومبر ۱۹۲۲ء میں رسالہ ہنس میں شائع ہوا جو ہندی مجموعے مانسرور-۲ میں شامل ہے جب کہ اُردو میں یہ افسانہ مجموعہ زادِ راہ (۱۹۲۶ء) میں منظر عام پر آیا۔اس افسانے میں مزدور اپنے حقوق کے لئے اپنے سرغنہ گوپی ناتھ کی سربراہی میں ہڑتال کرتے ہیں۔گوپی ناتھ اس ہڑتال میں مل مالک خوب چند کی گولی کا نشانہ بن جاتا ہے اور خوب چند جیل چلا جاتا ہے۔بعد میں خوب چند کی بیوی پر میلا اور بیٹا کرشن چندر بڑی غریبی کی زندگی گزارتے ہیں۔کرشن چندر کی شکل گوپی ناتھ سے ملتی تھی۔خوب چند جب رہائی کے بعد گھر آتا ہے اور پھر اسی طرح کرشن چندر بھی ہڑتال میں پولیس کی گولی کا نشانہ بن جاتا ہے۔اس کے بعد بیٹے کی جدائی میں ماں بھی جان دے دیتی ہے۔اس کے بعد خوب چند اکیلا رہ جاتا ہے اور باقی زندگی مزدوروں کے لیے وقف کر دیتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

دوسرا افسانہ ہندی زبان میں ''ستیا گرہ'' کے عنوان سے ۱۹۲۲ء میں رسالہ مادھوری میں شائع ہوا ہے۔ یہ افسانہ ہندی مجموعے مانسرور۔۳ میں شامل ہے۔ جب کہ اُردو مجموعے ' خاک و پروانہ ' میں ۱۹۲۸ء میں منظر عام پر آیا۔ افسانے کا پس منظر بنارس شہر ہے جہاں کانگریس والے ہز ایکسیلنس وائسرائے کی آمد پر ہڑتال کرنے جا رہے ہیں۔ لیکن رائے ہر نند سہائے، راجا لال چند اور خان بہادر وغیرہ اور دوسرے افسران لوگوں کو ڈرا دھمکا رہے ہیں کہ ہڑتال نہ کریں۔ اس افسانے کا موضوع ہڑتال ہی ہے۔ یہ ہڑتال سرمایہ دار اور سرکار دونوں کے خلاف ہے۔

اس کے بعد پریم چند کا ڈراما'' ہڑتال'' بھی قابل ذکر ہے جو گالزوردی کے ڈراما'' Strife'' کا ترجمہ ہے، ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا۔ اس ڈراما کا موضوع بھی مزدوروں کی وہ ہڑتال ہے جو وہ اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے کر رہے ہیں اور سرمایہ دار اُن کی بات سننے کو تیار نہیں۔ اس ڈراما میں طبقاتی کشمکش ہی اصل موضوع ہے۔ کرداروں کے نام اصل متن کے مطابق ہی ہیں ان میں تبدیلی نہیں کی گئی۔

۱۹۳۲ء میں شائع ہونے والا ناول ''میدان عمل ''میں بھی مزدوروں اور سرمایہ داروں کے درمیان ہونے والی طبقاتی کشمکش کو بیان کیا گیا ہے۔ ناول میں سکھدا اور شانتی مزدروں کی تحریک چلانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اور مزدوروں کے حقوق کے لئے جدوجہد کرتی ہیں۔ سکھدا کو جب گرفتار کر لیا جاتا ہے تو اس کے بعد لالا دھنی رام کی بہو نینا مزدوروں کے لیے آواز بلند کرتی ہے۔ ناول میں لالا رام دھنی سرمایہ دار طبقہ کی نمائندگی کرتا ہے۔ جس کا بیٹا اپنی بیوی نینا کو گولی مار کر ہلاک کر دیتا ہے۔ لہٰذا اس موضوع پر فلم مل مزدور سے پہلے بھی پریم چند افسانے اور ناول ایک تسلسل سے لکھ رہے تھے۔ فلم میں یہ موضوع ان کے لیے نیا نہیں تھا۔ اس فلم کی کہانی ہندی میں لکھی گئی تھی لیکن بعد میں اس کا اُردو میں ترجمہ کیا گیا۔ جس سے کہانی کی اصل شکل مسخ ہو گئی اور پھر اس کی ناکامی میں سنسر بورڈ نے بھی اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ مدن گوپال نے اس تمام صورت حال کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

> کہانی ہندی میں لکھی گئی۔ لیکن کمپنی کے مینجنگ ڈائریکٹر شری بھوٹانی اور ان کے ساتھی خلیل آفتاب ہندی نہ جانتے تھے چنانچہ اس کا ترجمہ اُردو میں کیا گیا اور بھوٹانی صاحب کی خواہشات کو مد نظر رکھ کر تبدیلیاں کیں گئیں۔ یہاں تک کے شوٹنگ کے وقت بھی ان تبدیلیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ مسلسل قطع وبرید کی وجہ سے اصل کہانی کا حسن ختم ہو گیا اور بڑی حد تک بے جان ہو گئی۔ فلم کی تکمیل میں تین چار ماہ صرف ہوئے۔ ادھر'' سیون سدن'' بھی تیار ہو گئی۔ فلم کی نمائش شروع ہو گئی۔ یہ فلم بھی اصل ناول سے بہت مختلف تھی۔ پروڈیوسر، ڈائریکٹر اور سنسر نے مل کر اس کی بھی بری حالت کر دی تھی۔[6]

پریم چند کی صرف یہ ایک فلم مل مزدور ہی ناکام نہیں ہوئی بلکہ ان کی دوسری فلم نوجیون اور ان کے ناول بازار حسن پر مبنی فلم سیوا سدن کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ محمد اکبر الدین صدیقی لکھتے ہیں:

> یہاں پریم چند کے فن، اُن کی زبان اور ان کے کارناموں کو سراہنا تو کجا ان کی تحریروں کی تراش خراش کر کے اُن کی صورت مسخ کی گئیں۔ ان کے دو افسانے ڈرامہ کی شکل میں پیش کیے گئے۔ جن میں ایک ''مزدور'' تھا اور دوسرا ''نوجیون'' اس سے پہلے سیوا سدن (بازار حسن) بھی فلمبندی کے لیے خریدہ گیا لیکن یہاں بھی ارباب سینما کی وہی آمرانہ روح کار فرما رہی۔ ان کے یہ تینوں ناول جو فلمبندی کے لیے حاصل کیے گئے یا جن کی فلمبندی کی گئی سب کا ناس ہوا۔[7]

اس طرح تینوں فلموں کی ناکامی کے بعد پریم چند نے فلمی دنیا کو خیر باد کہنے کا فیصلہ کر لیا اور مزید کنٹریکٹ کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ امرت رائے لکھتے ہیں:

> پریم چند فلم نگری سے اکتا گئے اور سال پورا ہونے سے پہلے ہی انہوں نے اپنا بستر بوریا باندھنے کا فیصلہ کر لیا۔ بھوٹانی نے بہت کوشش کی کہ وہ ایک سال کے لیے اور رک جائیں لیکن پریم چند اپنے فیصلے پر اٹل رہے۔ وہ ہر صورت اپنے گاوں واپس جانا چاہتے تھے۔ ہمانسو رائے نے بھی جو تازہ تازہ انگلینڈ سے واپس آئے تھے پریم چند سے کنٹریکٹ کرنا چاہا لیکن پریم چند نے نرمی لیکن فیصلہ کن طریقے سے انکار کر دیا۔[8]

اس کے بعد پریم چند واپس بنارس آ گئے اور دوبارہ ایسے ہی نظریات اور خیالات کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے لکھنا شروع کر دیا اور پھر 1935ء میں پریم چند نے'' گئودان'' لکھا۔ اس ناول میں بھی مزدور اور سرمایہ دار کے تصادم کی تصویر موجود ہے۔ یہ ناول پریم چند نے بمبئی میں لکھنا شروع کیا جب پریم چند'' مل مزدور'' کے مکالمے لکھ رہے تھے۔ لیکن یہ ناول پریم چند نے فلم ' مل مزدور ' کی نمائش کے رک جانے اور پابندی لگ جانے کے بعد بمبئی سے واپس آ کر بنارس میں مکمل کیا۔ ناول میں داتا دین اور ہوری کے درمیان ہونے والی کشمکش اور مسٹر کھنا اور گوبر مل کے درمیان ہونے والی کشمکش کو بڑی خوبصورتی سے دکھایا ہے۔ خاص طور پر مسٹر کھنا اور گوبر مل کے درمیان ہونے والی گفتگو میں مزدوروں کے مسائل کو بیان کیا ہے۔ اس میں بھی ان کے درجات میں کمی کے مسئلے پر مزدور ہڑتال کرتے ہیں۔ پریم چند اس موضوع پر اپنی فلم ' مل مزدرو ' سے پہلے ہی لکھ رہے تھے لیکن ان کے ناول ''گئودان'' پر فلم مل مزدور کے اثرات واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ جو پریم چند نے اس فلم کی ناکامی کے بعد لکھا۔ ڈاکٹر قمر رئیس لکھتے ہیں:

> پریم چند کو بمبئی جیسے شہر میں مزدوروں اور سرمایہ داروں کی بڑھتی ہوئی کشمکش کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اس طرح صنعتی عہد کی ابھرتی ہوئی قوتیں ان کے سامنے آئیں۔ ان کی پہلی فلمی کہانی غریب مزدور جس کی نمائش پر ملک کے بیشتر حصوں میں پابندی لگا دی گئی تھی۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ انھیں مزدور طبقہ کی تنظیم، طاقت اور بیداری کا شعور ہو گیا تھا۔ ان کے اس دور کے افسانے اور بعض دوسری تحریریں بھی ان کے اسی ذہنی تغیر اور فکری ارتقا کی تائید کرتی ہے۔[9]

اسی طرح دوسری تحریروں پر ان کی فلمی کہانیوں کے اثرات کے بارے میں صغیر افراہیم رقمطراز ہیں:

> ۱۹۳۴ء میں پریم چند فلمی دنیا میں داخل ہوئے اور اسٹیج، ایکشن، مکالموں کی بے پناہ اہمیت سے واقف ہوئے۔ ایک سال بعد بھی وہ وہاں کی بناوٹی زندگی سے بد دل ہو کر اپنوں میں واپس آگئے مگر جدید تکنیکی تجربات کی بنا پر ۱۹۳۵ء میں افسانہ 'کفن' تخلیق کیا جو اسٹیج، ایکشن اور مکالموں کی بنیاد پر ایک لافانی شاہکار فن پارے کی طرح وجود میں آیا۔ ان کا یہ تکنیکی حربہ نامکمل ناول "منگل سوتر" میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔[10]

یہ اثرات پریم چند کی تحریروں پر ہی نہیں بلکہ دوسرے ڈراما نگار اور فکشن نگاروں نے بھی قبول کیے۔ ان کے علاوہ پاک وہند کے فلم ساز ان اثرات سے اپنا دامن نہ بچا سکے۔ اس فلم نے دوسرے فلم سازوں کو ایسے موضوعات پر فلم بنانے کے لیے راہ ہموار کی اور پھر ایک کے بعد ایک فلمیں ریلیز ہوئیں جن میں نیا دور 1957، پیغام 1959، نمک حرام 1973، دیوار 1975، کالا پتھر 1979، قلی 1983، مزدور 1983، لاڈلا 1994 وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

ان تمام فلموں میں مزدوروں اور سرمایہ داروں کے درمیان طبقاتی کشمکش کو بیان کیا گیا ہے۔ ان فلموں پر پریم چند کی فلم "مل مزدور" کے اثرات بڑے واضح ہیں۔ اس فلمی کہانی سے پہلے اس موضوع پر پہلے کوئی فلم نہیں بنی تھی البتہ افسانے اور ناول بے شمار لکھے گئے تھے۔ لیکن مزدوروں کی زندگی کو موضوع نہیں بنایا گیا تھا۔ یہ اعزاز پریم چند کو حاصل ہے کہ انھوں نے سب سے پہلے مزدوروں کے مسائل کو اپنے افسانوں اور ناولوں کا موضوع بنایا۔ اور بعد میں فلم سازوں نے مزدوروں کی زندگی پر بے شمار فلمیں بنائی۔ ۱۹۸۳ء میں بننے والی فلم مزدور بہت کامیاب رہی۔ اس فلم پر پریم چند کی لکھی گئی فلم کے اثرات کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ اس فلم کے ڈائریکٹر راوی چوپڑا، مکالمے شتیش بھٹنا گر اور سکرین پلے سی جے پاوری نے لکھا تھا۔ اس فلم میں اداکاری کرنے والوں میں دلیپ کمار نے دینا ناتھ سکسینہ، نندا نے، رادھا سکسینہ کا مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ اس کے علاوہ راج ببر، پدمنی کولہاپوری، رانی آہگنی، راج کرن، سریش ابراج، مدن پوری، نذیر حسین، افتخار، یونس پرویز، جگدیش راج، آر ایس چوپڑا، راجیس پوری، اشوک سرمانے بھرپور کردار ادا کیا۔ معین الدین جینابڑے اس فلم پر پریم چند کی فلمی کہانی کے اثرات کی تائید ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> آزادی کے بعد ایک سے زائد مرتبہ مختلف ڈائریکٹروں نے اس تھیم کو فلم بند کیا ہے۔ ۱۹۵۹ء میں پیغام، ۱۹۷۱ء میں نیا زمانہ اور ۱۹۸۳ء میں مزدور، ان سبھی فلموں میں بھونانی کی فلم ہی کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ ان سب نے البتہ اس بات کا خیال رکھا کہ فلم کسی صورت Status Quo کو چیلنج نہ کرے کہ سنسر بورڈ چاہے تو نو آبادیاتی حاکم کا ہو یا اقتدار کی منتقلی کے بعد سرکار کا۔ جہاں تک Status Quo کا سوال ہے دونوں حکومتوں کا اور ان کی ایجنسیوں کا بنیادی کردار ایک رہا ہے۔[11]

ان فلموں میں نئے انداز اپنائے گئے اور نئی تکنیک کا استعمال بھی نمایاں رہا۔ ان فلموں میں غیر ملکی ادب کے اثرات اور تکنیک کا استعمال بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ فلمیں غریب مزدور اور محنت کشوں کے لیے ایسا پیغام لے کر آئیں جس نے ان میں شعور پیدا کیا اور اپنے حقوق کے لیے لڑنے کا فن سکھایا۔ معین الدین جینابڑے کے خیال میں:

> قرائن اس حقیقت کی غمازی کرتے ہیں کہ اپٹا کا اوریجنل ڈراما 'دی فیکٹری' اور اس کا تیار کردہ موہن بھونانی کا سینریو دونوں ان دنوں فکشن میں رائج حقیقت نگاری کے روسی تصور پر پورے اترتے تھے۔ اس اسلوب میں فنکار راست سماجی سروکار کا مظاہرہ کرتا ہے۔ محنت کشوں (پرولتار طبقہ) کا دم ساز بن کر Establishment اور Status quo کو چیلنج کرتا ہے اور دبے کچلے عوام کے دلوں میں ایک سازگار سماجی نظام کے قیام کی آس جگاتا ہے۔[12]

پریم چند نے سینما میں ایک سال سے بھی کم عرصہ کے لیے کام کیا اور صرف دو فلمی کہانیاں مل مزدور اور نو جیون لکھیں اور تیسری فلم سیوا سدن ان کے ناول بازار حسن سے ماخوذ تھیں۔ ان تینوں کہانیوں کے فلمی روپ سے وہ مایوس ہو گئے۔ فلم سازوں کے لئے مل مزدور اور سیوا سدن رجحان ساز فلمیں ثابت ہوئیں اور بعد میں پریم چند کی کہانیوں اور افسانوی موضوعات کو لے کر سینکڑوں فلمیں بنائی گئیں۔ جن پر ان کے فن اور نظریے کے واضح اثرات موجود ہیں۔

## حوالہ جات:

1۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، اُردو افسانے کی روایت (۱۹۰۳ء، ۱۹۹۰ء)، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، دسمبر ۱۹۹۱ء)، ص، 200

2۔ مسٹر ضیاؤالدین احمد برنی، منشی پریم چند اور فلم کمپنیاں مشمولہ زمانہ پریم چند نمبر مرتبہ دیا نرائن نگم، (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان جولائی ۲۰۰۲ء) ص، ۱۲۴

3۔ مانک ٹالا، توقیت پریم چند۔ (بمبئی کی فلم نگری میں)، (نئی دہلی: مکتبہ جدید، ۲۰۰۲ء) ص، ۱۸۴

4۔ خالد عابدی، ہماری فلمیں اور اُردو، (کراچی: اٹلانٹس پبلی کیشنز، فروری، ۲۰۲۱ء)، ص، ۱۶۱۔

5۔ معین الدین جنیابڑے، اُردو میں بیانیہ کی روایت، (ممبئی: شعبہ اُردو یونیورسٹی ممبئی، ۲۰۰۷ء)، ص ۹۸۔

6۔ مدن گوپال، قلم کا مزدور۔ پریم چند (پریم چند بمبئی میں) (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ مئی ۱۹۶۶ء)، ص، 164

7۔ محمد اکبر الدین صدیقی، پریم چند اور اُن کی افسانہ نگاری (فلم کمپنی کی ملازمت)(حیدر آباد دکن: دفتر انجمن طلیسانین عثمانیہ باغ، سن ندارد)، ص، ۲۵

8۔ امرت رائے، پریم چند۔ مترجم: بلراج مین را۔ (نئی دہلی: نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا۔ ۱۹۸۱ء) ص، ۳۸۔

9۔ ڈاکٹر قمر رئیس، پریم چند کا بحیثیت ناول نگار تنقیدی مطالعہ، (نئی دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، 2016) ص ۲۷۹

10۔ صغیر افراہیم۔ پریم چند کی تخلیقات کا معروضی مطالعہ (پریم چند بحیثیت ڈراما نگار) (نئی دیلی: براؤن بک پبلی کیشنز ۲۰۱۷ء) ص، ۱۹۱

11۔ معین الدین جنیابڑے، اُردو میں بیانیہ کی روایت، ص، ۱۴، ۱۵۔

12۔ ایضاً، ص، ۱۵۔